احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصاراللہ

ربوہ

جولائی ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

عربی منظوم کلام

لَنَا فِیْ نُصْرَۃِ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ مَسَاعٍ فِی التَّرَقِّیْ وَالْکَمَالِ

ہمارے لئے دینِ متین کی مدد میں کوششیں ہیں۔ روز بروز ترقی اور کمال میں

ھَدَانِیْ خَالِقِیْ نَھْجًا قَوِیْمًا وَرَبَّانِیْ بِاَنْوَاعِ النَّوَالِ

میرے خالق نے مجھے سیدھی راہ پر چلایا ہے اور ہر طرح کی بخششوں سے میری تربیت فرمائی

لَقَدْ اُعْطِیْتُ اَسْرَارَ السَّرَائِرِ فَسَلْ اِنْ شِئْتَ مِنْ نَوْعِ السُّؤَالِ

مجھے پنہاں در پنہاں اسرار عطا کئے گئے پس تُو جس طرح کا سوال چاہتا ہے کرلے

وَقَدْ غَوَّصْتُ فِیْ بَحْرِ الْفَنَاءِ فَعُدْتُّ وَفِیْ یَدَیْ اَبْھَی اللَّاٰلِیْ

اور مَیں نے فنا کے سمندر میں خوب غوطے لگائے ہیں پس مَیں نہایت ہی چمکدار موتی ہاتھ میں لیکر نکلا

رَأَیْتُ بِفَضْلِ رَبِّیْ سُبُلَ رَبِّیْ وَاِنْ کَانَتْ اَدَقَّ مِنَ الْھِلَالِ

مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے خدا کی راہیں دیکھ لی ہیں اگرچہ وہ ہلال سے زیادہ باریک تھیں

وَکَمْ سِرٍّ اَرَانِیْ نُوْرُ رَبِّیْ وَاٰیَاتٍ عَلٰی صِدْقِ الْمَقَالِ

اور کئی اسرار ہیں جو میرے خدا نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور اسی طرح کئی نشان بھی میرے دعوٰی کی سچائی پر!

وَعِلْمٍ یَبْھَرَنَّ عُقُوْلَ نَاسٍ وَرَأْیٍ قَدْ عَلَا قُنَنَ الْجِبَالِ

اور کئی علم جو لوگوں کی عقلوں کی بینائی کو چندھیا دیتے ہیں اور اسی طرح کئی رائیں جو پہاڑ کی چوٹی سے اُوپر ہیں

(درّ ثمین عربی مترجم صفحہ ۱۰۹)

فارسی منظوم کلام

○

ہر کہ شکرِ بعثتِ شاں نارد بجا!　　　ہست او آلائے حق را کافرے

جو ان کی بعثت کا شُکر بجا نہیں لاتا ۔ وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا مُنکر ہے

آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند　　　متحد در ذات و اصل و گوہرے

وہ سب ایک سیپی کے سو موتی ہیں جو ذات اور اصل اور چمک میں یکساں ہیں

اُمّتے ہرگز نبودہ در جہاں　　　کاندرآں نامد بوقتے مُنذرے

ایسی کوئی اُمّت بھی دُنیا میں نہیں ہوئی جس میں کسی وقت ڈرانے والا نہ آیا ہو

اوّل آدمؑ آخرِ شاں احمدؐ است　　　اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

اُن میں پہلا آدمؑ اور آخری احمدؐ ہے ۔ مبارک وہ جس نے آخری کو دیکھا

انبیاء روشن گہر ہستند لیک　　　ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

تمام نبی روشن فطرت رکھنے والے ہیں مگر احمدؐ ان سب سے زیادہ روشن ہے

آں ہمہ کانِ معارف بودہ اند　　　ہر یکے از راہِ مولیٰ مخبرے

وہ سب معرفت کی کان تھے اور ہر ایک مولیٰ کے راستے کی خبر دینے والا تھا

ہر کہ را علمے ز توحیدِ حق است　　　ہست اصلِ علمش از پیغمبرے

جس کسی کو توحیدِ حق کا کچھ علم ہے اُس کے علم کی اصل کسی پیغمبر سے ہے

(درّثمین فارسی مترجم صفحہ ۱۸)

درس الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اور ۔ غزوات

شجاعت

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم ۔ اے ۔ ایم لٹ (آکسن)

طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (طٰہٰ ۲:۲، ۳)

آپ کا ایک اور خلق جو نمایاں ہو کر جنگ میں سامنے آیا وہ آپ کی شجاعت تھی۔ عام حالات میں بھی آپ شجاع تھے لیکن جنگ میں آپ کی شجاعت پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوئی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"آپ نے اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابل پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصاً "خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی"

آپ کی شجاعت کے بارہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں

مَا رَأَیْتُ اَشْجَعَ وَلَا اَنْجَدَ وَلَا اَجْوَدَ وَلَا اَرْضٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بہادر، دلیر اور باہمت اور آپ سے زیادہ سخی اور آپ سے زیادہ مرغوب پر کشش کسی انسان کو نہیں پایا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ لَیْلَۃً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ وَ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَ ھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ

وَفِیْ عُنُقِهِ السَّیْفُ وَهُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا اَوْ قَالَ اِنَّهُ لَبَحْرٌ۔

(بخاری کتاب الجهاد باب الحمائل وتعلیق السیف بالعنق)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب انسانوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا (کسی طرف سے کوئی آواز آئی تھی) لوگ آواز کی طرف دوڑے، تو سامنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آتے ملے آپ بات کی چھان بین کرکے واپس آرہے تھے ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ گھوڑے کی پیٹھ ننگی تھی۔

اور آپ نے اپنی گردن میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ لوگوں کو سامنے سے آتے دیکھا تو فرمایا ڈرو نہیں میں دیکھ آیا ہوں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ پھر آپ نے ابو طلحہ کے گھوڑے کے متعلق فرمایا ہم نے اس کو اپنی تیز رفتاری میں سمندر جیسا پایا۔ یا یہ فرمایا کہ یہ تو سمندر ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِیْ وَادٍ كَثِیْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الْعِضَاهِ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَیْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا فَجِئْنَاهُ فَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِیٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَیْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیْقَظْتُ وَهُوَ فِیْ یَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ لِیْ مَنْ یَمْنَعُكَ مِنِّیْ قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ یُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری فی المغازی باب غزوۃ ذاۃ الرقاع جہاد باب من علق سیفہٗ بالشّجر فی السفر عند القائلۃ)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نجد کی طرف حضور کی قیادت میں جہاد کیا جب حضور اس جنگ غزوہ ذات الرقاع سے واپس لوٹے تو جابر بھی ساتھ لوٹے جابر کہتے ہیں کہ واپسی پر ہمیں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں آیا جس میں کثرت سے خاردار درخت اگے ہوئے تھے۔ حضور (اور قافلہ) وہاں اتر پڑے صحابہ حضور کو چھوڑ کر اس خاردار درختوں کے جنگل میں درختوں کے سایوں کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے (حضور کو اکیلا چھوڑ دیا) حضور بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار لٹکا دی اور سو گئے جابر کہتے ہیں پھر ہمیں اچھی گہری نیند آ گئی ہم سوئے ہوئے تھے کہ ہم نے حضور کی آواز سنی جو ہمیں بلا رہے تھے ہم حضور کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو حضور کے پاس بیٹھا ہے اس وقت حضور نے ہمیں بتایا کہ میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار میرے پر سونت لی۔ میری آنکھ کھل گئی اور یہ تلوار سونتے ہوئے سر پر کھڑا تھا۔ میں جاگا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے تو میں نے اسے جواب دیا اللہ۔ اب دیکھ لو یہی وہ شخص ہے جو یہاں بیٹھا ہے جابر کہتے ہیں کہ حضور نے اس اعرابی کو کوئی سزا نہ دی۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا حَضَرَ الْبَأْسُ یَوْمَ بَدْرٍ اِلْتَقَیْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ مَا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَقْرَبَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ مِنْہُ (وفی روایۃ قال) رَاَیْتُنَا یَوْمَ بَدْرٍ وَنَحْنُ نَلُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اَقْرَبُنَا اِلَی الْعَدُوِّ وَکَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ یَوْمَئِذٍ بَأْسًا۔ (احمد)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب بدر کے دن جنگ شروع ہوئی تو ہم حضور کے ساتھ مل کر قریش سے لڑنے لگے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ ہمت اور بہادری سے لڑ رہے تھے اور جنگ میں آپ سے زیادہ مشرکوں کے اور کوئی قریب نہیں تھا۔ نیز وہ کہتے ہیں میں نے بدر کے موقع پر دیکھا کہ اگر تم بدر کے موقع پر ہمیں لڑتا دیکھتے تو تمہیں یہ نظارہ نظر آتا کہ حضور دشمنوں سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور سب سے زیادہ صلاحیت اور شجاعت کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور ہم صحابہ حضور کی پناہ لئے ہوئے ہیں۔ اور حضور کی پناہ میں لڑ رہے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی الْبَرَاءِ فَقَالَ اَکُنْتُمْ

وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ يَا أَبَا عُمَارَةَ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَّى ـ وَلٰكِنَّهُ انْطَلَقَ أَخِفَّاءُ مِنَ النَّاسِ وَحُسَّرٌ إِلَى هٰذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ وَهُمْ قَوْمٌ رُمَاةٌ فَرَمَوْهُمْ بِرِشْقٍ مِنْ نَبْلٍ كَأَنَّهَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ فَانْكَشَفُوا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو سُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُ بِهِ بَغْلَتَهُ فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ٭ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ اللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ قَالَ الْبَرَاءُ وَاللّٰهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ كُنَّا نَتَّقِي بِهِ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

(مسلم کتاب الجهاد)

حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت براء کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا کہ ابو عمارہ کیا آپ لوگوں نے جنگ حنین کے موقع پر پیٹھ پھیرلی تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ سب کے بارہ میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ضرور گواہی دوں گا کہ آپ نے دشمن کے شدید حملہ کے وقت بھی پیٹھ نہیں پھیری تھی پھر انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہوازن قبیلہ کے خلاف جو مسلمانوں کا لشکر نکلا تھا انہوں نے بہت ہلکے پھلکے ہتھیار پہنے ہوئے تھے اور ان کے پاس زرہیں خود وغیرہ بھی نہیں تھیں لیکن اس کے مقابل پر ہوازن کے لوگ بڑے کہنہ مشق تیرانداز تھے۔ جب مسلمانوں کا لشکر انکی طرف بڑھا تو انہوں نے اس لشکر پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی جیسے ٹڈی دل کھیتوں پر حملہ کرتی ہے اس حملہ کی تاب نہ لاکر مسلمان بکھر گئے اور دشمن کا ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا حضور ایک خچر پر سوار تھے جسے آپ کے چچا ابو سفیان ابن حارث لگام سے پکڑے ہوئے ہانک رہے تھے۔

جب حضور نے مسلمانوں کو اس طرح بکھرتے ہوئے دیکھا تو آپ خچر سے اتر پڑے اور اپنے مولیٰ کے حضور دعا کی اور اس کی مدد مانگی اور پھر یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے کہ

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

اور پھر دعا کہ اللھم نزل نصرک اے خدا اپنی نصرت بھیج (اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر دشمن کو شکست

ہوئی) پھر براء نے کہا کہ حضور کی شجاعت کا حال سنو جب جنگ جوبن پر ہوئی تھی تو اس وقت حضور سب سے آگے ہو کر سب سے زیادہ بہادری سے لڑ رہے تھے اور ہم لوگ تو اس وقت حضور کو ہی اپنی ڈھال اور اپنی آڑ بنایا کرتے تھے اور ہم میں سب سے زیادہ وہی بہادر سمجھا جاتا تھا جو حضور کے ساتھ حضور کے شانہ بشانہ لڑتا تھا۔

❀❀❀

"تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء بروز اتوار جلسہ سالانہ U. K. کے دوران پڑھے گئے منظوم کلام برائے "اسیران راہ مولا" پر اظہار تشکر کے طور پر کہے گئے چند اشعار۔

(۱)

یہ سسکیوں میں ڈوبی ہوئی کیسی صدا ہے
پردیس میں یوں کس نے ہمیں یاد کیا ہے؟
وہ کون ہے جو پیار سے لیتا ہے بلائیں
کس دل میں محبت کا یہ سیلاب بھرا ہے؟
وہ کون ہے ہر روز جو سہتا ہے نئے غم
وہ کون ہے جو عمر خضر مانگ رہا ہے؟
وہ کون ہے جس نے ہمیں یہ کہہ کے پکارا
"تم سے مجھے اک رشتہ جاں سب سے سوا ہے"
زنداں کے اسیرانِ رہِ مولیٰ کی خاطر
پردیس میں یہ کون گرفتار بلا ہے؟
"خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا"
کشکول لئے ہاتھ میں یہ کس کی صدا ہے؟

(۲)

ہم جان گئے مرشد برحق کی ہے آواز
اک مرد خدا کانوں میں رس گھول رہا ہے
جذبات تشکر سے رواں ہو گئے آنسو
اے دل تو سنبھل۔ ہاتھ اٹھا وقت دعا ہے
تنہائی زندان کا ستایا ہوا مہماں
اڑنے کے لئے کب سے یہ پر تول رہا ہے

محسوس یہ ہوتا ہے مجھے آج ہے ناصر
زندان کے در جیسے کوئی کھول رہا ہے

(پروفیسر ناصر احمد)

سچّائی کا شہزادہ

—(۲)—

(محترم عبدالسمیع خان صاحب استاذ الجامعۃ الاحمدیہ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچائی پر اس طرح کاربند تھے کہ کسی حالت میں بھی آپؐ سے جھوٹ کا صادر ہونا ممکن نہیں تھا۔ انسان اپنی روزمرہ حالتوں میں خوشی، غم، غصہ، رضامندی وغیرہ سینکڑوں حالتوں سے گذرتا ہے۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں سچائی کی باریک ترین راہیں اختیار فرمائیں اور سچ کو نئی بلندیاں عطا کیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں اسے لکھ لوں فرمایا ہاں! میں نے پوچھا خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں لکھ لیا کروں۔ فرمایا ہاں! کیونکہ میں سچائی کے سوا اور کچھ نہیں کہتا۔

(متدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۵، مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۲۰۷)

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا۔ اور اس کو حفظ کرتا تھا۔ قریش کے بعض لوگوں نے مجھے روکا اور کہا کہ تم حضور کی ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور انسان ہیں اور خوشی اور غصہ کے وقت میں بھی کلام فرماتے ہیں۔

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ ضرور لکھو۔ خدا کی قسم اس منہ سے حق و حکمت کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔

(متدرک جلد ۱ ص ۱۰۵ کتاب العلم باب الامر بکتابتہ الحدیث)

ای ڈرمنگھم لکھتے ہیں۔

"انسان ہونے کی حیثیت سے بھی محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا"۔

(بحوالہ اردو ڈائجسٹ اپریل ۸۸ ص ۸۲)

ہندوستان کے راجہ رادھا پرشاد سنہابی۔ اے 'ایل۔ ایل۔ بی اقرار کرتے ہیں۔

"آپ کا ہر قول و فعل استقامت اور راستی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ اور آپ کا کوئی بھی قدم اخلاق کے جادہ مستقیم سے

محرف نہ تھا"۔

(رسالہ ایمان پٹی ضلع لاہور۔ مئی ۳۵ء)

سچائی کی یہی باریک تعلیم آپ نے اپنے نام لیواؤں کو عطا کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ ہمارے گھر میں بیٹھے تھے کہ میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا۔ یہاں آؤ تو میں تمہیں ایک چیز دوں گی اس پر حضور نے میری والدہ سے پوچھا کہ تمہارا اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ تھا کہنے لگیں میرا ارادہ اس کو کھجور دینے کا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

"اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے نام ایک جھوٹ لکھا جاتا"۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الکذب)

مطہر مذاق

مزاح اور مذاق میں بسا اوقات جھوٹ یا کم از کم مبالغہ آمیزی کا غیر معمولی دخل ضرور ہوتا ہے۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ اس کیفیت میں بھی سچائی کے نقیب اور علمبردار تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضورؐ سے عرض کی "یا رسول اللہ آپؐ بھی ہم سے مذاق اور مزاح فرماتے ہیں حضور نے فرمایا

"میں سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہتا"

ایک دفعہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے اپنے لئے سواری مانگی۔ حضور نے فرمایا ٹھیک ہے میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دے دوں گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا

"کوئی اونٹ ایسا بھی ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو"

(ترمذی ابواب البر والصلہ باب فی المزاح)

ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ حضور کیا میں جنت میں جاؤں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں تو صرف جوان عورتیں جائیں گی وہ افسردہ ہو گئی تو فرمایا۔

"جنت میں بوڑھے بھی جوان کر کے لے جائے جائیں گے"

(شمائل ترمذی باب فی صفۃ مزاح رسول اللہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی آپ نے اس کے شوہر کی بابت پوچھا تو اس نے نام بتایا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے جونہی وہ عورت گھر پہنچی تو اپنے شوہر کی آنکھوں کو غور

سے دیکھنے لگی۔ اس کے خاوند نے کہا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ تیری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں ہے۔

(شرف النبی از علامہ ابو سعید نیشا پوری مترجم ص ۱۰۹)

سردار

انسان کی سچائی کی سب سے بڑھ کر آزمائش اس وقت ہوتی ہے جب وہ ہر طرف سے خطرات میں گھر گیا ہو اور بظاہر جھوٹ بولے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ اس پہلو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم انتہائی بلند معیار پر ہے۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور صحابہؓ کی زندگی پر آپ غور کر کے دیکھیں کہ سب سے بڑی سچائی سے اس وقت انہوں نے کام لیا جب سب سے زیادہ خطرہ درپیش ہوا کرتا تھا اور بڑے سے بڑے خطرے کے وقت نہ صرف یہ کہ جھوٹ سے کام نہیں لیا بلکہ سچائی بڑی قوت کے ساتھ دل سے پھوٹی ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے میں شریک تھے۔ اور دوپہر کو قافلہ آرام کرنے کے لئے مختلف درختوں کی چھاؤں ڈھونڈتا ہوا الگ الگ پھیل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کی چھاؤں میں تنہا لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک دشمن کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے تلوار سونتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا۔ آپ کا نام لیکر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اب یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ تیرا کوئی ساتھی بچانے والا نہیں ہے تو تنہا ہے اور لیٹا ہوا ہے اور میں یہ تلوار سونت کر تیرے سر پر کھڑا ہوں اب بتا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے بڑے اطمینان سے اسی طرح لیٹے ہوئے فرمایا

"میرا خدا"

اس صداقت میں ایسا رعب تھا ایسا جلال تھا کہ وہ شخص کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار زمین پر جا پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تلوار کو اٹھایا اور فرمایا بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور گڑگڑا کر کہا آپ معاف کریں آپ بہت احسان کرنے والے ہیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "او بدبخت تجھے میرا نمونہ دیکھ کر بھی پتہ نہیں چلا کہ بچانے والا کون ہے وہ ایک ہی ہے جو ہمارا خدا ہے۔ پس خطروں کی شدت کے وقت انسان کی سچائی آزمائی جاتی ہے"۔

(الفضل یکم نومبر ۱۹۹۰ء)

حضرت عبداللہ زبعریؓ اپنے نعتیہ کلام میں عرض کرتے ہیں

جئتنا بالیقین والبر والصد   ق وفی الصدق والیقین سرور

آپؐ ہمارے پاس یقین نیکی اور سچائی کا پیغام لائے ہیں۔ اور سچائی اور یقین ہی خوشیوں کا منبع ہے۔

شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ نے قبر رسول کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا۔

فبورکت یا قبر الرسول وبورکت   بلاد ثوی فیها الرشید المسدد

اے رسول اللہ کی آخری آرام گاہ تو بابرکت ہے۔ اور وہ سرزمین بھی مبارک ہے۔ جس میں ہدایت یافتہ اور راستباز انسان آرام فرما ہے۔

برطانوی مستشرق سٹینلے لین پول (۱۸۵۴ء۔ ۱۹۳۱ء) لکھتے ہیں۔

"آپؐ کی ساری زندگی ایک حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ سچ کے وفادار رہے"۔

(بحوالہ اردو ڈائجسٹ اپریل ۸۸ء ص ۸۰ Studies in Mosque)

روئے انور

سچائی کے یہ آثار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بھی نمایاں تھے اور سعادت مند روحیں اسے پہچان لیا کرتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو لوگ استقبال کے لئے نکلے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جب میں نے پہلی دفعہ حضور کا چہرہ مبارک دیکھا تو جان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

(ترمذی ابواب صفتہ القیامہ)

ابو رافع ایک غلام تھے حالت کفر میں قریش کی طرف سے سفیر بن کر مدینہ آئے اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر نظر ڈالتے ہی انکی کایا پلٹ گئی اور اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ اب میں کافروں کے پاس لوٹ کے نہیں جاؤں گا۔ فرمایا میں عہد شکنی نہیں کر سکتا اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں تم واپس جاؤ اور اگر تمہارے دل کی یہی کیفیت جاری رہے تو پھر آجانا چنانچہ وہ کے گئے اور واپس آکر اسلام قبول کر لیا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب الامام یستجن بہ فی العھود)

ایک دفعہ مدینے کے باہر ایک قافلہ آکر ٹھہرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے قافلہ والوں کے پاس ایک سرخ رنگ کا اونٹ بھی تھا۔ جسے دیکھ کر حضور نے اس کو خریدنا چاہا اور اس کی قیمت دریافت کی۔ جو انہوں نے بتا دی۔ جس پر حضور مول تول کئے بغیر اس کو منظور کرکے اونٹ کی مہار تھام کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ قافلے والے حضور سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے جانے کے بعد انہیں خیال آیا کہ بغیر قیمت لئے ہم نے اونٹ ایک انجان شخص کے حوالے کردیا ہے۔ قافلہ میں ایک خاتون بھی تھی۔ اس نے کہا مطمئن رہو۔ ہم نے کسی شخص کا چہرہ اتنا روشن نہیں دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح دمک رہا ہو (یعنی ایسا شخص دغاباز نہیں ہو سکتا) چنانچہ اس کی گواہی درست نکلی اور رات کو حضور نے اونٹ کی قیمت اور ساتھ اس قافلہ کے لئے کھانا بھی بھجوا دیا۔

(سنن دار قطنی کتاب البیوع حدیث نمبر ۱۶۶ جلد ۳۔ ص ۴۴)

ہندوستان کے لالہ مہرچند صاحب لدھیانہ لکھتے ہیں۔

"انسان میں جتنی خوبیاں ہو سکتی ہیں۔ صورت، سیرت، سچائی، خوش خلقی، تحمل اور صبر وغیرہ یہ سب خوبیاں خیر البشر اسلام کے بانی حضرت محمد صاحب میں جمع تھیں۔ آپ کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے۔ کبھی وعدہ خلافی نہ کرتے تھے"۔

(دنیا کا ہادی اعظم غیروں کی نظر میں ص ۳۶)

دو گواہوں کے برابر

صحابہ رسول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اتنا گہرا اثر تھا کہ وہ آنکھیں بند کرکے آپ کی ہر بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور دام طے کرکے چلے آئے۔ لوگوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اس لئے اس نے حضور کے جانے کے بعد قیمت بڑھا دی اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ لینا ہو تو لو، ورنہ میں دوسرے سے سودا کر چکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم تو میرے ہاتھ فروخت کر چکے ہو۔ بولا واللہ میں نے نہیں بیچا۔ اور اگر بیچا ہے تو کوئی گواہ لاؤ۔ مسلمان اس گفتگو کو سن کر جمع ہو گئے اور کہا رسول اللہ سچ کہتے ہیں۔ حضرت خزیمہؓ بھی گئے اور کہا میں گواہ ہوں۔ تم نے آنحضرتؐ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ اس جرات پر خود آنحضرتؐ کو حیرت ہوئی فرمایا۔ لم تشھد تم کس طرح گواہی دیتے ہو۔ عرض کی بتصدیقک یا رسول اللہ آپ کی بات کی تصدیق کر رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسی روز سے خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کردی اور ذوالشہادتین کا لقب پڑ گیا۔
(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۵ ص ۲۱۵)

حضرت ابو بکرؓ کو صدیق بنایا

آپ تو صدیقوں کے وہ بادشاہ تھے جن کی تصدیق سے سعادت مند صدیقیت کے مقام پر سرفراز کئے گئے۔
آپؐ کو ۱۳ھ کی ایک مبارک رات اسراء کے نظارے کرائے گئے اور روحانی جسم کے ساتھ بیت المقدس لے جایا گیا۔ حضرت ابوبکر کو ابھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ بعض منکرین نے ان سے کہا کیا تم نے اپنے دوست کی بات سنی ہے وہ کہتا ہے کہ رات اسے بیت المقدس لے جایا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا کہ واقعی آپؐ نے ایسا کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں تو آپؓ نے فرمایا کہ پھر وہ سچے ہیں اور میں انکی تصدیق کرتا ہوں۔ اور میں تو ان امور میں بھی آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید معلوم ہوتے ہیں۔ اسی بات کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب عطاء ہوا۔
(مستدرک حاکم جلد نمبر ۳ ص ۶۲ کتاب معرفتہ الصحابہ)

دشمنوں کا اعتراف

اور صرف آپؐ پر ایمان لانے والے نہیں بلکہ آپؐ کے شدید دشمن اور معاند بھی آپؐ کی سچائی اور راستبازی کا اقرار کرنے پر مجبور تھے۔

ابو جہل

ایک دفعہ ابو جہل سے آنحضرتؐ کی گفتگو ہوئی جس میں ابو جہل نے کہا۔

انا لا نکذبک بل نکذب بما جئت به (جامع ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الانعام)

ہم تجھے جھوٹا قرار نہیں دیتے بلکہ اس تعلیم کی **تکذیب** کرتے ہیں جو تو لیکر آیا ہے۔ **ایک اور روایت میں ہے کہ** ہم تجھے نہیں جھٹلاتے اور نہ ہی تو ہمارے درمیان کبھی جھوٹا سمجھا گیا ہے۔
(شفاء عیاض جلد اول ص ۵۱ مکتبہ نعیمیہ لاہور باب عدلہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میری پہلے جان پہچان حضور سے اس دن ہوئی جب میں اور ابوجہل بن ہشام مکہ کی ایک گلی میں چلے جا رہے تھے کہ ہمارا آمنا سامنا رسول اللہ سے ہوا۔ حضور ابوجہل سے مخاطب ہوئے اور

فرمایا کہ اے ابوالحکم آؤ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی طرف آجاؤ۔ (دیکھو) میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں (حضور کی بات سنکر) ابوجہل نے جواب دیا کہ اے محمد کیا تم ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے باز نہیں آؤ گے کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اس بات کے گواہ ہو جائیں کہ تم نے اپنا پیغام اچھی طرح پہنچا دیا ہے تو سنو ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تم اپنا پیغام (ہم تک) اچھی طرح پہنچا چکے ہو۔ لیکن اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہو تا کہ جو تم کہتے ہو وہ سچ ہے تو بھی میں تمہاری اتباع کبھی نہ کرتا۔ حضورؐ اس کا جواب سنکر (خاموش ہو گئے) اور وہاں سے تشریف لے گئے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے چلے جانے کے بعد ابوجہل میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ

"خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ سچ ہے لیکن ہم بنی قصی کی فضیلت تسلیم نہیں کر سکتے"۔

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد نمبر ۲ ص ۲۰۷)

اخنس بن شریق بدر کے دن ابوجہل سے ملے اور کہا اے ابوالحکم اس وقت یہاں تیسرا کوئی آدمی نہیں جو ہماری باتیں سن رہا ہو۔ تم مجھے بتاؤ کہ محمد سچے ہیں یا جھوٹے تو ابوجہل نے خدا کی قسم کھا کر کہا

"محمد یقیناً سچے ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا"

(شفا عیاض جلد اول ص ۵۱ باب عدلہ مکتبہ نعیمیہ لاہور)

امیہ بن خلف

مکہ کے ایک اور سردار امیہ بن خلف نے بھی خدا کی قسم کھا کر یہی گواہی دی۔ حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس مدینہ کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے ان کو خدا نے نور حق کو پہچاننے کی توفیق دی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد وہ ایک دفعہ مکہ گئے اور جب کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ابوجہل بھی وہاں آگیا۔ اور اس نے حضرت سعد کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس پر تلخ کلامی ہو گئی۔ اور آوازیں بلند ہونے لگیں تو امیہ نے کہا کہ ابوالحکم (ابوجہل) وادی مکہ کا سردار ہے اس کے سامنے اونچی آواز سے بات نہ کرو مگر حضرت سعدؓ نے کوئی توجہ نہ دی جب امیہ نے انہیں بار بار ٹوکا تو انہوں نے فرمایا۔

اے امیہ مجھے تیری کوئی پرواہ نہیں میں نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابوجہل تیرا قاتل ہے۔ یہ سن کر امیہ بولا اللہ کی قسم محمد جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ ہرگز جھوٹی نہیں ہوتی۔

اس واقعہ کے بعد امیہ جب اپنے گھر گیا اور بیوی کو سارا واقعہ سنایا تو اس نے بھی کہا کہ خدا کی قسم محمدؐ کی بات ہرگز جھوٹی نہیں ہوتی۔

حضور کی یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ ابو جہل امیہ کو مجبور کر کے جنگ بدر میں شرکت کے لئے لے گیا۔ اس وقت بھی امیہ کی بیوی نے اسے حضور کی پیشگوئی یاد کرا کے روکنے کی کوشش کی مگر وہ جلد واپس آنے کا ارادہ کر کے نکل کھڑا ہوا۔ اور خدا کی تقدیر اسے بدر کے میدان میں کھینچ لائی اور وہ بلالؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام

وکتاب المغازی باب ذکر النبی من یقتل ببدر)

عتبہ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دن ابو جہل اور دوسرے سرداران قریش نے (آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا) کہ اب تو محمدؐ کا معاملہ ہمارے خلاف بہت پھیل گیا ہے اور بات بہت بڑھ گئی ہے اس لئے ایک آدمی کو تلاش کرو جو ٹونے ٹوٹکے اور جادو کا علم خوب جانتا ہو۔ جو کاہنوں کے طریق سے بھی خوب واقف ہو اور شاعر بھی پائے کا ہو۔ پھر وہ اس سے یعنی محمد مصطفیٰؐ سے بات کرے پھر ہمیں اس کی خبر لا کر دے۔ آخر ہمیں پتہ چلے کہ وہ کہتا کیا ہے۔ اس پر عتبہ (جو اس مجلس میں تھا بولا) میں نے سنا ہے کہ وہ یعنی (محمد) جادو کے علم سے بات کرتا ہے۔ کاہنوں کے طریق پر کلام کرتا ہے اور شعر کہتا ہے اور میں بھی ان تمام باتوں کا خوب علم رکھتا ہوں۔ اگر ماجرا وہی ہے جیسا تم خیال کرتے ہو تو مجھ سے بات ڈھکی چھپی نہیں رہے گی (میں خود اس کی تحقیق کروں گا) پھر عتبہ آنخضرتؐ کے پاس گیا اور حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اے محمد کیا تو بہتر انسان ہے یا ہاشم (جو تیرا پڑدادا ہے) کیا تو بہتر انسان ہے یا عبدالمطلب (جس کا تو پوتا ہے) کیا تو بہتر انسان ہے یا عبداللہ (جس کا تو بیٹا ہے) آنخضرتؐ اس کی بات سنتے رہے لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ پھر عتبہ کہنے لگا کہ آخر ہمارے معبودوں میں کونسی ایسی بات ہے کہ تو انہیں گالیاں دیتا ہے۔ تو کیوں ہمارے آباء واجداد کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔ اگر تیرا مقصد ان باتوں سے صرف یہ ہے کہ تجھے حکومت مل جائے اور تو ہمارا حاکم بن جائے تو ہم تجھے اپنے جھنڈے تھما دیتے ہیں اور یقین کر کہ پھر تو تمام عمر ہمارا حاکم رہے گا۔

اگر تو یہ کام اس لئے کر رہا ہے کہ تجھے شادی کی ضرورت ہے اور تجھے کوئی رشتہ نہیں ملتا تو تو قریش کے جس خاندان سے چاہے گا ہم اس سے ۱۰ لڑکیاں تیری خدمت میں حاضر کر دیں گے۔ اور انہیں تجھ سے بیاہ دیں گے اور اگر یہ سب کچھ تو اس لئے کر رہا ہے کہ تجھے مال کی ضرورت ہے تو ہم سب اہل قریش اپنے مال جمع کر کے تیرے قدموں میں لا ڈالیں گے اور تجھے اتنا مال دے دیں گے کہ نہ صرف تو بلکہ تیرے پیچھے آنے والی نسلیں بھی پھر کبھی مال کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی کہتے ہیں کہ عتبہ یہ سب کچھ بکتا رہا اور حضورؐ اس کی سب باتیں سنتے رہے اور ایک لفظ منہ سے نہیں بولا۔ اور جب

عتبہ نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور خاموش ہو گیا تو بھی حضور نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں بولا۔ بلکہ اس سے مخاطب ہوئے اور پڑھا **بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ حٰمٓ تنزیل من الرحمن الرحیم** یعنی سورہ حم سجدہ کی آیات پڑھنی شروع کیں اور پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے کہ **فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ" مثل صاعقۃ" عاد و ثمود** (حم سجدہ : ۱۴)

اگر وہ اعراض کریں تو ان سے کہہ دے کہ میں نے تم کو اس عذاب سے جو عاد اور ثمود کا عذاب ہے ہوشیار کر دیا ہے تو عتبہ نے حضور کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا آپ کو رحمان خدا کا واسطہ اب بس کریں اب مجھے اور نہ ڈرائیں (وہ اتنا خوف زدہ تھا کہ) نہ وہ اپنے گھر گیا اور نہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا۔

ابو جہل اور اس کے ساتھی عتبہ کا انتظار کرتے رہے جب انتظار میں دیر ہو گئی تو ابو جہل کہنے لگا کہ لگتا ہے عتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہو گیا ہے اور بعد میں جب ابو جہل وغیرہ نے عتبہ سے اس ملاقات کے بارہ میں سوال کئے تو اس نے سارا واقعہ ان کو سنایا اور پھر کہنے لگا

قد علمتم ان محمدا اذا قال شیئا" لم یکذب فخفت ان ینزل بکم العذاب۔ کہ تم جانتے ہو کہ جب محمدؐ کوئی بات کہہ دے تو وہ کبھی جھوٹ نہیں ہوتی۔ میں ڈرتا ہوں کہ عذاب جس سے محمدؐ تمہیں ڈراتا ہے تم پر ضرور آجائے گا۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۵۔ ص ۳۳۹۔ دار الکتب المصریہ۔ ۱۹۴۶ء)

نضر بن حارث

ان لوگوں میں نضر بن حارث کی گواہی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ ان ۹ دشمنوں میں سے ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کیا تھا ایک دفعہ کفار آپس میں مشورہ کر رہے تھے کہ مکہ میں جو لوگ حج یا دوسرے مواقع پر آتے ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر بدنام کیا جائے کہ نعوذ باللہ رسول کریم لوگوں کو جھوٹی باتیں کہہ کر فریب دیتے ہیں۔ اس پر نضر بن حارث اٹھا اور اس نے قریش کو مخاطب کر کے کہا۔

قد کان محمد فیکم غلاما حدثا ارضاکم فیکم واصدقکم حدیثا" واعظمکم امانۃ" حتی اذا رء یتم فی صدغیہ الشیب وجاءکم بما جاء کم بہ قلتم ساحر لا واللہ ماھو بساحر

(شفا عیاض جلد اول ص ۱۵۱ باب عدل۔)

محمدؐ تم میں پل بڑھ کر جوان ہوا۔ تم اس کو بچپن سے جانتے ہو اور تم جانتے ہو کہ وہ تمہیں سب سے زیادہ محبوب تھا۔

اور وہ تم سب میں سے زیادہ راست گو اور تم سب سے زیادہ بڑھ کر حق امانت ادا کرنے والا تھا اور آج جب وہ ادھیڑ عمر کو پہنچا ہے اور اس کی کنپٹیوں پر سفید بال آگئے ہیں تم کہنے لگے کہ وہ فریبی ہے اور ان اخلاق سے عاری ہے۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ اور اگر تم ایسی بات کرو گے تو خود اپنے آپ کو جھٹلا کر خجل ہو گے کیونکہ جو شخص بھی محمدؐ کو جانتا ہے وہ تمہاری اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس روایت میں کئی لطیف باتیں بیان ہوئی ہیں۔

اول۔ اس میں ساری عمر پر بحث کی گئی ہے۔

دوم۔ آپ کے اخلاق اور خصوصیات تفصیلاً بیان کی گئی ہیں۔

سوم۔ یہ ایک ایسے شخص کا اعتراف ہے جو اس کے بعد آپ کے قتل کی سازش میں شامل ہوا اور کفر کی حالت میں ہی مارا گیا۔

چہارم۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کتنا گہرا نقش اس کے دل پر تھا کہ دشمن خدا کی قسم کھا کر رسول اللہ کی پاکیزگی اور اخلاق عالیہ کا اقرار کرتا ہے اس کی عداوت دب گئی اور وہ بے اختیار صداقت کا اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا۔

یہودی سردار کعب بن اسد قرظی

مسلمانوں اور یہود بنو قریظہ کے درمیان باہمی تعاون کا معاہدہ تھا۔ مگر جنگ احزاب کے دوران بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس گیا اور اسے مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے اور قریش کی مدد کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کو مکمل تباہی سے دوچار کیا جائے۔

اس پر کعب نے کہا تم میرے پاس زمانے بھر کی ذلت لے کر آئے ہو میں نے محمد سے صدق و صفا کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور راستبازی کے متعلق یہ کعب کے دل کی بے ساختہ آواز تھی مگر اس کی بدقسمتی کہ اس اقرار کے بعد وہ حیی کے پھندے میں آگیا اور معاہدہ توڑ دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۳۶)

مستشرقین کا خراج تحسین

اے جی لیونارڈ لکھتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ان کی جان کے دشمن اور اسلام کو مٹانے کی سازشیں کرنے والے بھی محمد کی صداقت اور امانت کو تسلیم کرتے تھے۔

(مطبوعہ ۱۹۰۹ء Islam)

برطانوی مورخ ڈاکٹر ای۔ اے فریمن (۱۸۲۳ء۔ ۱۸۹۲ء) لکھتے ہیں۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے پکے اور سچے راستباز مصلح تھے۔

(معجزات اسلام ص ۶۷)

برطانیہ کے قانون دان اور مستشرق جارج سیل (۱۶۹۷ء۔ ۱۷۳۶ء) اپنی تحقیق کا خلاصہ یہ بیان کرتے ہیں۔
میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمدؐ کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا ان کی مقدس ذات پر مکرو فریب کا الزام لگایا جا سکے۔
میجر آرتھر گلن مورنڈ لکھتے ہیں۔
تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے وہ ان سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔

(استقلال دیوبند ۱۹۳۶ء)

ہربرٹ وائل یہ اعتراف کرتے ہیں۔

آپ بہت سچے اور بے مثال امین تھے

ایک یورپین خاتون آمنہ آپؐ کو سچا وفادار مخلص بلند حوصلہ انسان قرار دیتی ہیں۔ (برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ص ۹۳)

کاؤنٹ ھنری لکھتے ہیں "محمدؐ سچے اور امین تھے پاک باز اور غم گسار تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے"۔
ہندوستانی حکیم پنڈت کرشن کنوروت شرما لکھتے ہیں "وہ سراج صداقت و حقانیت جس کی ضیا باریاں ہر زمانہ میں گم گشتگان بادیہ ضلالت کے لئے صراط مستقیم کا پیام ثابت ہوئیں"۔
مدراس کے محقق ونکٹارام لکھتے ہیں "وہ اللہ کے ایک سچے بندے اور اس کے فرمانبردار پیغام رساں تھے"

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوم ص ۵۷)

پیکر صدق

الغرض اپنوں اور غیروں کی گواہی سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بڑھ کر را متیاز اور سچائی کے نقیب ہیں۔ اس مضمون کا خلاصہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"صدق مجسم قرآن شریف ہے اور پیکر صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات ہے"۔

(ملفوظات جلد اول ص ۲۴۳)

مبارک وہ جو اس صداقت پر ایمان لائے اور اس سے پیوند قائم کرے۔

❀❀❀

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۸ اگست ۱۹۹۲ء کو ہو گا

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو ۸ اگست ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح ہوگا۔ امیدواران کی طرف سے نتیجہ کی اطلاع ملنے پر انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بذریعہ ڈاک بھجوائی جائے گی۔ لہٰذا جو نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر/ صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوادیں اور نتیجہ نکلنے پر اپنے نتیجہ امتحان کی جلد اطلاع دیں۔

۲۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

۳۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران کی تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس (۴۵ فیصد نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہونا ضروری ہے۔ ایف اے پاس کے لئے ۱۸ سال حد مقرر ہے۔

۴۔ درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کیا جائے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت ؞ مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ الٰہی و عشقِ رسولؐ

(محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔ امریکہ)

جماعتِ احمدیہ امریکہ کے سالانہ کنونشن منعقدہ ڈیٹرائٹ میں تقریر بتاریخ ۳ جون ۱۹۹۰ء

لب کھلیں تو تڑپ جائیں سینکڑوں نغمے
یہ آنکھ اُٹھے تو برس جائے کیف مے خانہ

سچے مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچا مومن فنا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کو بھی سچے اور حقیقی مومن سے شدید محبت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"والذین امنو اشد حبا للہ"

(بقرہ ۲ آیت ۱۶۶)

"اور جو لوگ مومن ہیں، وہ سب سے زیادہ اللہ (ہی) سے محبت کرتے ہیں"۔

ذکر حبیب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے واقعات، سیرۃ اور اخلاق کو ہی بالعموم بیان کیا جاتا ہے۔ مگر ذکر حبیب کا موضوع مکمل نہیں ہو سکتا، جب تک یہ بیان نہ کیا جائے کہ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے محبوب نبیؐ نے اپنے حبیب کا کس انداز میں ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مہدی اور مقبول مسیح موعود کا ذکر اپنے کلام میں جو الہامات کی صورت میں آپ پر نازل ہوا، ایک خاص محبانہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ ۱۸۸۳ء کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پیارے الفاظ میں یاد فرمایا I love you پھر اپنے پیارے امام سے فرمایا I am with you یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا I shall help you یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا

" God is coming by His army. He is with you to kill enemy. "

"یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کے لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

جولائی ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

اِس شمارہ میں

جلد نمبر ۳۳
شمارہ نمبر ۷

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:- قاضی منیر احمد
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

شرح چندہ

پاکستان ——— تیس روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ——— تین روپے

تمہارے ساتھ ہے۔

(تذکرہ ص ۶۱ - ۶۳)

پھر الہام ہوا "انت امام مبارک" (تذکرہ ۶۹۲)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مقبول مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"خدا تیرے کام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے' عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا۔ اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہ اٹھے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں' وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ (تذکرہ ۱۴۴)

سلام

اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مہدی کا خاص انداز میں ذکر کیا ہے۔

فرمایا **"فلیقرء منی السلام"** (کنز العمال جلد ۴۔ ص ۱۳۰)

اے لوگو جب امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہو تو خاص طور پر خواہ کسی حالت میں ہو' اس کے پاس پہنچو اور اسے میرا سلام پہنچاؤ۔ امت محمدیہ میں صرف دو ہی ایسی ہستیاں' مبارک ہستیاں گذری ہیں' جن کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز میں یاد فرمایا اور خاص طور پر ان تک سلام پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ حضرت اویس قرنی اور حضرت مسیح موعود۔

پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کو بے حد بابرکت قرار دیتے ہوئے فرمایا

"کیف تھلک امتی انا اولھا والمسیح ابن مریم اخرھا" میری امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے' جس کے شروع میں مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آخر میں مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا۔

(جامع الصغیر السیوطی جلد ۲ ص ۱۰۶)

گویا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو امت محمدیہ کے لئے بطور نمونہ قرار دیا۔

اس کے سلسلہ میں سب سے اول اس محبت اور عشق کا ذکر ضروری ہے' جو آپ کو اللہ تعالیٰ' اپنے خالق و مالک کی ذات بابرکات سے تھا۔ آپ کے ملنے والے' آپ سے تعلق رکھنے والے' سب پہ یہ بات عیاں تھی کہ آپ کا

خصوصی شغف اللہ تعالٰی کی عبادت تھی۔ اس عبادت میں انہماک کی وجہ سے آپ کے والد بزرگوار تک آپ کو "مسیتڑ" کہتے تھے۔ ہروقت بیت الذکر میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور اس کی یاد میں ایک خاص محویت و رغبت کی وجہ سے آپ کو اس نام سے یاد کیا جاتا۔

آپ کے والد بزرگوار ایک معزز رئیس تھے۔ وہ ایک بااثر اور بارسوخ شخصیت رکھتے تھے۔ وہ خود بھی آپ سے کہتے اور دوسرے واقف کاروں کے ذریعہ سے کئی مرتبہ یہ پیغام بھجواتے کہ افسروں سے خصوصی تعلقات کے باعث' اگر آپ چاہیں تو اچھی ملازمت دلوادیں مگر آپ نے جواب دیا تو ہر بار یہی جواب دیا اباجان سے کہہ دیں

"کہ میں نے جس کی ملازمت کرنی تھی 'کرلی ہے"۔

عبادت الٰہی کے علاوہ جو نمازوں اور نوافل کی صورت میں آپ ایک خاص انہماک سے ادا فرماتے۔ مختلف اوقات میں ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد۔ اور اس کی ثناء اور تسبیح کا سلسلہ لگا تار جاری رکھتے۔

حضرت اماں جان کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آپ سے ذکر کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** بہت پڑھنا چاہیئے۔ حضرت اماں جان بیان فرماتی ہیں۔ آپ بہت کثرت سے یہ کلمات پڑھتے۔ رات کو بستر پر کروٹ بدلتے ہوئے بھی یہی کلمات آپ کی زبان مبارک پر ہوتے"۔

حضرت اماں جان کی یہ بھی روایت ہے کہ آپ بہت باقاعدگی سے تہجد کے نوافل ادا فرماتے۔ بیماری کی حالت میں بھی لیٹے لیٹے ذکر الٰہی کرتے رہتے۔ اور اکثر اشراق کے نوافل ادا کرتے۔

عبادت الٰہی' ذکر الٰہی' تسبیح و تحمید کا شغف آپ کی غذا تھی۔

محبت الٰہی سے ایسے سرشار تھے کہ کوئی کام بھی الٰہی منشاء کے خلاف نہ کرتے۔ چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کی خاطر تعمیل کرتے۔ بارہا قسم کھا کر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

ہم ہر ایک شے سے محض خدا تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو۔ بچے ہوں۔ دوست ہوں۔ سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے"۔

ہر خلق جس کا آپ سے اظہار ہوا' اس کی تہہ میں محبت الٰہی کا جذبہ کار فرما تھا۔

باریک سے باریک شرک سے بھی کلی اجتناب تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے خاص غیرت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوران سر کا عارضہ تھا۔ یہ عارضہ ایک عرصہ سے تھا۔ ایک طبیب کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اس بیماری کا خاص علاج کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔ اسے بلوایا گیا۔ کرایہ بھیج کر کہیں دور سے' اس نے حضور کو دیکھا اور کہا کہ "دو دن میں آپ کو آرام کردوں گا"۔

یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نورالدین کو رقعہ لکھا۔ کہ اس شخص سے میں

علاج نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے لئے واپسی کا کرایہ اور مزید پچیس روپے بھیج دئے اور فرمایا اسے رخصت کردیں چنانچہ ایسا کیا گیا۔ (سیرۃ المہدی جلد چہارم غیر مطبوعہ ۱۰۳)

محبت الٰہی کی تڑپ ایسی پیدا ہو گئی تھی کہ مزید سے مزید راہوں اور طریقوں کی تلاش ہر آن آپ کو رہتی کہ خدا کی زیادہ سے زیادہ محبت و پیار نصیب ہو۔

فرماتے ہیں۔ اور کس بے چینی کے ساتھ ؎

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے، جس سے تجھ کو پاؤں

پھر فرماتے ہیں۔

محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے، خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا، کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے، کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

خدا تعالیٰ کی کامل معرفت، اس کے حسن و احسان سے کامل اطلاع آپ کو حاصل تھی جو اصل محبت الٰہی کا راز ہے۔ محبت الٰہی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا ذکر ایسے محبوبانہ انداز میں کرتے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ فرماتے ہیں :-

(--) مکانی والصحون اخوانی۔ وذکر اللہ مالی و خلق اللہ عیالی

خدا تعالیٰ کے ذکر میں فرمایا :-

"کیا بدبخت ہے وہ انسان جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات، ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ یہ تمہارا خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں کہ سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

(کشتی نوح)

جب تک خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور اس کی سچی معرفت نہ ہو، کون اس انداز سے خدا تعالیٰ کے وجود کو پیش کر سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر نے پیش کیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسی وارفتگی اور فنائیت کا مقام آپ کو حاصل تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی تکلیف، دکھ

اور رسوائی برداشت کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب بیان کرتے ہیں۔ لیکھرام کے قتل کی تفتیش کے سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس وارنٹ گرفتاری کے ساتھ ہتھکڑیاں لے کر آیا۔ حضرت میر صاحب کو جب یہ خبر ملی تو انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ اور لرزہ کی کیفیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ڈرتے ڈرتے اطلاع کی۔ حضور اس وقت اپنی کتاب "نور القران" تصنیف فرما رہے تھے۔ سر اٹھا کر مسکرائے۔ اور نہایت وقار سے فرمایا۔

"میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشی میں چاندی اور سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے"۔

پھر ذرا تامل کے ساتھ فرمایا۔

"مگر ایسا نہیں ہوگا خدا تعالیٰ کی حکومت اپنے خاص مصالح رکھتی ہے۔ وہ اپنے خلفاء اور مامورین کے لئے اس قسم کی رسوائی پسند نہیں کرتا"۔

(ملفوظات جلد ۱۔ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴)

خدا تعالیٰ کی نصرت پر یقین اس محبت کی وجہ سے جو آپ کو خدا تعالیٰ سے تھی اور خدا تعالیٰ کو آپ سے تھی، آپ نے خاص جذبہ اور پر شوکت آواز میں فرمایا۔ جبکہ پولیس ہتھکڑیاں لے کر دروازہ پر کھڑی تھی۔

"ایسا نہیں ہوگا۔ میرا خدا مجھے اس رسوائی سے بچائے گا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مطاع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت تھی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں۔

(i) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کسی تقریر یا تحریر میں یا کسی مجلس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو ہمیشہ ان محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے

"ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا"

(ii) حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بیان فرماتے ہیں

"ایک بات میں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے"۔

مزید انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو بس

والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔

(سیرۃ المہدی جلد ا۔ ص ۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا' آپ کے حسن و احسان اور کمالات عالیہ سے کوئی مرصع کلام آپ کی مدح میں جب کبھی آپ پڑھتے یا سنتے تو آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی روایت ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احافر

تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو تیری وفات کے بعد اندھی ہو گئی ہے

اور جب تیری وفات ہو چکی تو تیرے بعد جو بھی فوت ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں

خلوت میں پڑھ رہے تھے اور محبت کے جذبہ کا ایسا گہرا اثر تھا کہ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ۱۳۰۰ برس بعد اپنے محبوب کی یاد میں یہ شعر پڑھ کر دلگیر ہونا اور اپنے محبوب کی جدائی سے بے چین ہونے کا ایسا مظاہرہ ہے جو کسی سچے محب و عاشق سے ہی ممکن ہے۔ اور فرمایا اے کاش یہ شعر میں نے کہا ہوتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باعث آپ کے لئے غیرت کا زبردست جذبہ تھا۔ حضور برداشت ہی نہ کر سکتے تھے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کچھ سن سکیں اور برداشت کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سٹیشن کے پاس ایک مسجد میں آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ پنڈت لیکھرام وہاں آیا۔ تو حضور کو جھک کر سلام کہا۔ اس پر حضور نے منہ پھیر لیا۔ دوسری دفعہ پھر اس نے اسی طرح کیا۔ پھر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اس پر بعض خدام نے عرض کیا حضور!

پنڈت لیکھرام سلام کے لئے حاضر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا :

"ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔ گالیاں دینے والا کا ہم سے کیا تعلق"۔

غیرت کا مظاہرہ ایک اور موقعہ پر بھی آپ نے فرمایا۔ کئی واقعات ہیں۔ اور کئی انداز کے ہیں۔ بطور نمونہ دو ایک، پیش کر رہا ہوں۔ لاہور سے آریہ سماج والوں نے اصرار سے دعوت دی کہ جلسہ میں جو ان کے زیر اہتمام ہو رہا ہے' حضور مضمون بھجوائیں۔ اور تکرار سے یہ کہا کہ مذہبی جذبات کا احترام کیا جائے گا۔ باوجود اس پختہ وعدہ کے جلسہ میں آریوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اگلا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی امارت میں جو وفد شامل تھا' حضور ان پر سخت ناراض ہوئے کہ کیوں جلسہ سے اٹھ کر نہ چلے آئے اور بیٹھے رہے۔ بعد میں حضور نے ان

کے اعتراضات کے جواب میں کتاب "چشمہ معرفت" تصنیف فرمائی۔ اور مدلل جواب تحریر فرما کر دین حق کی برتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ و افضل مقام کو دلائل سے ثابت کیا۔

غیروں سے تعلقات تھے۔ آنا جانا تھا۔ مگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اگر کوئی بے ادبی کرتا تو برداشت نہ کرسکتے۔ اور بھرپور غیرت کا اظہار فرماتے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق و محبت تھی' اس کا اثر غیر معمولی طور پر آپ کے منظوم کلام میں' جو فارسی' عربی اور اردو میں ہے' نظر آتا ہے۔

سماعت فرمائیں کس وارفتگی اور محبت کا اظہار' آپ کے ان اشعار میں ہے۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم	گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودمن بسرائد بعشق او	از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم

"میرے ہر رگ و ریشہ میں اس کا عشق رچ گیا ہے۔ میں اپنی خواہشات سے خالی ہو کر اس محبوب کے غم سے بھرا ہوا ہوں"۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ	ایں است کام دل اگر آید میسرم

پھر فرماتے ہیں

جان ودلم فدائے جمال محمد است	خاکم نثار کوچۂ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش	در ہر مکاں ندائے جمال محمد است
ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم	یک قطرہ ز بحر کمال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است	ویں آب من ز آب زلال محمد است

مشہور پروفیسر ڈاکٹر باقر آف اورنٹیل کالج لاہور ایک احمدی طالب علم سے انٹرویو لے رہے تھے۔ انٹرویو ختم ہونے پر پروفیسر صاحب نے اس سے کہا کہ تم ایم اے فارسی بھی ہو۔ کوئی فارسی کا عشقیہ کلام سناؤ۔ جب یہ کلام سنایا تو ڈاکٹر صاحب اچھل پڑے۔ انہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہے۔

فارسی' عربی اور اردو منظوم کلام حضرت مقبول صلی اللہ علیہ سلم کی مدح میں عجب پر تاثیر اور پر از لذت ہے۔ وقت کے پیش نظر صرف فارسی کے چند اشعار اور اردو کے چند اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔ اردو میں جو مدحیہ کلام ہے۔ محبت کا ایک دریا ہے جو رواں دواں ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام	دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد	تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی محبت جو آپ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی، اس کا نچوڑ چند لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا۔ انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے"۔

(حقیقتہ الوحی ص ۶۵)

اسی محبت کی بناء پر آپ نے تلقین فرمائی کہ نجات پانے کے لئے حضرت رسول اکرم سے سچی محبت رکھنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"تمام آدم زادوں کے لئے کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال والے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تاکہ تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ"۔

(کشتی نوح ص ۱۳)

❀❀❀

آئینہ خدانما (بقیہ صفحہ ۳۸)

ہر غیر اللہ سے بے نیاز ہو جا اور سب مخلوق کا حاجت روا بن جا۔

۱۱۳۔ فلق

اے بشر! مقامِ محمود پر پہنچ کر معاندوں اور حاسدوں کے شر سے حفاظت کے لئے اللہ کی پناہ میں رہ۔

۱۱۴۔ ناس

نیز خناس طبع خلقِ عام و خاص کے شر سے بھی پناہِ الٰہی میں رہ۔

آئینۂ خدانما

(محترم نذیر احمد سندھو صاحب بی۔اے، ایل ایل بی بوریوالا)
(آخری قسط)

۸۷۔ اعلیٰ

اے انسان! ربِّ اعلیٰ کے مظہر (امامِ وقت) کی پیروی کے آسان طریق سے حقیقی کامیابی حاصل کر۔ جو کوئی اس راہ سے گریز کرے گا نارِ کبریٰ میں جائے گا جہاں نہ جئے گا نہ مرے گا۔

۸۸۔ غاشیہ

اے انسان! ربِّ اعلیٰ کے مظہر کی پیروی کی تلقین کر۔ روگردانی کرنے والے مصیبت (غاشیہ) میں اور سعی مشکور کرنے والے جنّت میں ہوں گے۔

۸۹۔ فجر

تیرہ صدیوں کے بعد فجر کا زمانہ (جہانِ نو) آئے گا۔ امام مہدی کے مخالف قومِ عاد، قومِ ثمود اور قومِ فرعون کی طرح بے مثل مصیبت اور عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ نفوسِ مطمئنّہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنّت میں ہوں گے۔

۹۰۔ بلد

اے انسان! تو نسلاً بعد نسلٍ کی محنت اور نیک اعمال کے ساتھ بلکہ تلقینِ نیکی اور ایمان کے ساتھ روحانی شہر (بلد) کی چوٹی (عقبہ) پر پہنچے گا بصورتِ دیگر آگ کی بھٹی یعنی نارٌ موصدۃٌ میں ہوگا۔

۹۱۔ شمس

اے بشر! شمس و قمر بن کر امامِ وقت مجسّم نورِ ہدایت طلوع کرتا رہے گا۔ جو قوم سرکشی سے روشنی کو روکنے کی کوشش کرے گی قومِ ثمود کی طرح ہلاک ہوگی۔

۹۲۔ لیل

اے بشر! ہر رات کے بعد دن بن کر خلیفۃ اللہ ظاہر ہوتا رہے گا۔ جو شخص محض رضائے الٰہی کیلئے اس کی ہدایت پر عمل کرے گا وہ رضائے الٰہی پائے گا اور جو تکذیبِ ہدایت کے ساتھ بداعمالی کریگا بھڑکتی آگ (نارًا تلظّٰی) میں پڑے گا۔

۹۳۔ ضحیٰ

اوّل و آخر تجلّیٔ الٰہی ہر رنگ میں روزِ روشن کی طرح ہے گو درمیان میں تاریک رات ہے۔ اے انسان! امامِ وقت بروز للّٰہی کے رنگ میں رنگین ہو کر تحدیثِ نعمت کر۔

۹۴۔ الم نشرح

اے انسان! تجھے انشراح صدر ہونا چاہیئے کہ ایک تنگی اور غمی کے بعد ہزار فراخی، خوشی اور کامیابی ہے۔ پس رغبت اور محبت سے الٰہی رنگ پکڑ۔

۹۵۔ تین

اے انسان! تین کے دور سے شروع ہونے والی چار ادواری تدریجی ترقی یقیناً جہانِ نو کی حکومتِ الٰہیہ (دین) پر منتج ہوگی۔

۹۶۔ علق

اے انسان! تُو علم حاصل کر کے امامِ وقت عارف باللہ سے بے تعلق نہ بن جانا بلکہ حقیقی علم کے ذریعہ سے تعلق باللہ کو بڑھانا۔

۹۷۔ قدر

اے انسان! ہزار سالہ تاریکی کے بعد پھر خلیفۃ اللہ یعنی آدمِ ثانی ظہور کرے گا روحانیت کا دَور شروع ہو جائے گا۔ تمام روحانی ترقیات اسی سے وابستہ ہوں گی۔

۹۸۔ بیّنہ

یہ رسول اور اس کا بروز کامیابی کی واضح دلیل ہے۔ ماننے والے بہترین مخلوق ہیں اور نہ ماننے والے جو اہلِ کتاب ہو کر بھی مشرک ہیں بدترین مخلوق ہیں۔

اداریہ

وقت ہے وقتِ مسیحا

جناب نصراللہ خان صاحب روزنامہ جنگ لاہور ۶ر جون ۱۹۹۲ء کے کالم "آداب عرض" میں تحریر کرتے ہیں۔

"یونان میں ایک فلسفی تھا' نام اس کا دیو جانس کلبی تھا.......... وہ دن کی روشنی میں اپنے ہاتھ میں چراغ لے کر اسے ہر راہ گیر کے چہرے کے قریب لا کر بہت غور سے اسے دیکھتا اور جب کوئی اس سے پوچھتا دیو جانس اس طرح تم کیا دیکھتے ہو تو کہتا مجھے انسان کی تلاش ہے اور دن کی روشنی میں اور چراغ کی روشنی سے بھی مجھے اب تک کوئی انسان نظر نہیں آیا"۔

واقعی عصر حاضر میں انسانیت عنقا ہے' بدی کا دور دورہ ہے۔ اور یہ سب آناً "فاناً" واقع نہیں ہوا بلکہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں بدی کثرت سے پھیلے گی حتیٰ کہ مذہبی دنیا اخلاق اور روحانیت سے عاری ہو جائے گی اور مادیت و دہریت کی طرف مائل ہو جائے گی جناب عبداللطیف سیٹھی صاحب امت کا نقشہ ایک سابقہ معروف رسالہ کے حوالہ سے کھینچتے ہیں کہ وہ آج بھی حسب حال ہے :-

"رسولِ عربی کے وقت ۳۶۰ بت تھے جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں لیکن آج اس امت میں ہر چمکیلی ہستی لات و منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم' ہر رئیس اور ہر حکام اور سب سے آخر اور سب سے پہلے اور ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے پوری ملت موحد اس کی پوجا اور پرستش میں مشغول ہے اور بعینہٖ اس پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو قریش مکہ کے پاس تھا.......... خوشامدانہ شرک و بت پرستی کے اس عام سکون میں اگر کوئی صدائے توحید خلل انداز ہوتی ہے تو ہر طرف سے اپنے ایک قدیمی پیشرو کی طرح یہ کہہ کر زبان بندی کر دی جاتی ہے کہ اگر میرے سوا کسی دوسری ذات کو تم نے معبود بنایا تو میں تجھ کو قید کر دوں گا **لا جعلنک من المسجونین..........**

یہ ایک قدیمی سنت ہے اور دنیا میں جب کبھی سچائی آتی ہے اس کو ہمیشہ ایسے ہی لوگوں سے مقابل ہونا پڑا ہے۔ مرحوم مولانا آزاد"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ر اپریل ۱۹۹۲ء ص ۴ کالم ۱ تا ۴)

اس ضمن میں جناب فضل حق صاحب اپنے کالم "گاہے گاہے باز خواں" میں تحریر کرتے ہیں۔

"مسلم ممالک میں ایک پیہم اضطراب کی کیفیت ہے۔ وہ اضطراب جس میں نظریاتی ہیجان کے علاوہ باہمی جنگ و جدل اور نفاق بھی شامل ہے' ایران' افغانستان اور پاکستان میں احیائے اسلام اور نفاذ شریعت کا غوغا ہے' یہ

۹۹ - زلزال

انقلابِ عظیم سے تجلّی توحید کے طور پر جہانِ نو پیدا ہو گا جس میں عدل و انصافِ حقیقی کا دَور دَورہ ہو گا۔

۱۰۰ - عادیات

اے امامِ وقت کی جماعت تو پے درپے کوشش سے ناشکر گزار نیک فطرت انسان (کنود) کو قبرِ ضلالت سے نکال لے کیونکہ وہ دل سے تجھے ہی زندگی بخش جانتا ہے۔

۱۰۱ - قارعہ

اے متکبّر اور بزعمِ خود عاقل انسان تو مصیبت (قارعہ) کا زمانہ ضرور دیکھے گا۔ عوام النّاس پراگندہ پروانوں کی طرح حیران پھر رہے ہوں گے اور خواص بھی دھنکی ہوئی ریشم کی طرح بھاگیں گے۔

۱۰۲ - تکاثر

اے انسان! کثرتِ اموال و نفوس کی ہوس تجھے اسی دنیا میں جہنّم میں یقیناً ڈالے گی یعنی تیری دُنیا یقیناً ہمرنگ جہنّم ہو جائے گی۔

۱۰۳ - عصر

اے انسان! اگر تُو نے امامِ وقت (عصر) کو نہ پہچانا تو یقیناً گھاٹے میں رہے گا۔ صرف انہوں نے پہچانا جنہوں نے ایمان لا کر اچھے عمل کئے اور جو حق و صداقت پر صبر و استقامت سے قائم رہنے کی وصیّت یعنی تلقین و تاکید کرتے رہے۔

۱۰۴ - ہُمزہ

عذاب ہی عذاب ہے اِس دُنیا میں ان لوگوں کے لئے جو غیبت کرتے ہیں اور مال و دولت جمع کرتے ہیں اور شمار کرتے رہتے ہیں۔ باپ دادا کی روایات ان کو دوزخ چھوڑنے نہیں دیں گی۔

۱۰۵ - فیل

اے بشر! کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے ان بڑوں (اصحابِ فیل) کا کیسا بھوسہ نکال دیا۔ آئندہ بھی وہ ایسے لوگوں سے ایسا ہی معاملہ کرے گا۔

۱۰۶۔ قریش

اے محمدؐ کی قوم یعنی ماننے والو! تمہیں چاہیئے کہ ربِّ کعبہ کے رنگ میں رنگین ہوجاؤ جو کہ گرمائی اور سرمائی سفروں میں بھی تالیف قلوب کرنے کے لئے ہر ضرورت پوری کرے گا نیز حفاظت کرے گا۔

۱۰۷۔ ماعون

وہ نمازی (مصلین) جو حقیقتِ نماز سے بدیں وجہ بے خبر ہیں کہ امامِ وقت اور جہانِ نو کی شکل میں جو توحید کی تجلّیات ہیں ان کو جھٹلاتے ہیں ضرور ہلاک ہوں گے۔ ان کی ظاہری علامت یہ ہوتی ہے کہ یتیم کو دھتکارتے ہیں اور معمولی چیزوں (ماعون) کے دینے سے اپنے نفس کو منع کرتے ہیں۔

۱۰۸۔ کوثر

اے بشر! یقیناً اللہ تیری لامتناہی ترقیات کے لئے کثرت سے سامان کرے گا۔

۱۰۹۔ کافرون

تجھے لازم ہے کہ ہرگز ہرگز کافروں سے مداہنت اختیار نہ کرے۔

۱۱۰۔ نصر

اللہ تیری فتح نصیب نصرت کرے گا۔

۱۱۱۔ لہب

اپنے اور اللہ کے دشمن پر متذکرہ طریق سے انجامکار روحانی غلبہ حاصل کر یعنی پہلے اس کے دست و بازو ختم کر اور پھر خود اسے بے جان کر حتّٰی کہ اس کا ساز و سامان اور مال و دولت اور ہنر و کرتب کسی کام نہ آئے اور آخر میں ان عوام کو بے بس کر جو اس کی پشت پر ہوتے ہیں عوام پر ایسی پابندیاں لگا جنہیں وہ ہرگز توڑ نہ سکیں۔

۱۱۲۔ اخلاص

اے انسان! اللہ کے ساتھ سچی وحدت اختیار کر۔ خود زندہ جاوداں ہو جا۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات

پر

قرار دادہائے تعزیت

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے جملہ اراکین اور عہدیداران (جن کے نمائندہ قائدین اضلاع، علاقہ نیز مہتممین کرام اس اجلاس میں شامل ہیں) اپنے پیارے امام جماعت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے انتقال پرملال پر گہرے صدمے، نمناک آنکھوں اور فگار دلوں کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ اپنے رب کی رضا پر سر تسلیم خم کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب اور صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ کی بیٹی، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں۔ آپ کی والدہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پیدا ہونے والی پہلی پوتی تھیں جن کو ہاتھوں میں لیکر حضور نے بہت دعائیں کیں۔ حضرت سیدہ مرحومہ دسمبر ۱۹۵۷ء میں بعمر ۲۲ سال سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ کے عقد میں آئیں اور پھر ۳۵ سال تک یہ تعلق کمال وفا اور صدق کے ساتھ نبھایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلی زندگی میں امام وقت کی رفاقت جہاں ایک عظیم الشان اعزاز ہے وہاں یہ منصب بہت بھاری ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو مسند خلافت پر فائز فرمایا تو آپ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے مقدس خاوند کی معین اور مددگار بن گئیں۔ اور ہمارے پیارے امام کو گھریلو فکروں سے آزاد کئے رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے غیر ملکی سفروں میں آپ ہمیشہ حضور کے ہمراہ رہیں اور دنیا بھر کی احمدی بچیوں اور خواتین سے ملاقاتوں اور تقاریر کے ذریعہ تربیت کے مواقع بہم پہنچاتی رہیں۔ ۱۹۸۴ء میں پاکستان سے ہجرت کے تاریخی سفر میں بھی آپ کو حضور کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر لندن میں غریب

الوطنی کے عرصہ قیام میں حضور کی دست راست اور معتمد ساتھی کی ذمہ داری خوب نبھائی۔ اسی طرح ۱۹۹۱ء میں قادیان کے تاریخی جلسہ میں بھی باوجود علالت کے حضور انور کی معیت میں شرکت کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ آپ ایک سادہ منش درد مند دل رکھنے والی اور بہت قانع اور صابر و شاکر خاتون تھیں۔ اپنی تکلیف وہ بیماری بڑی ہمت اور صبر سے برداشت کی اور کبھی کوئی شکوہ کا کلمہ زبان پر نہیں لائیں۔ بلکہ حضور سے دنیا بھر کے بیماروں کے لئے دعا کی درخواست کرتی رہیں شاید ان کی یہی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور جتنی دعائیں ان کی صبر آزما علالت میں ان کے حق میں ہوئیں بہت کم کسی کے لئے ہوئی ہوں گی اور یقیناً یہ دعائیں مقبول ٹھہر کر آپ کی بلندی درجات کا موجب بنی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ مرحومہ کے اس مقام کے بارہ میں حضور کو شادی سے پہلے ہی رؤیا میں الہاماً ان الفاظ میں اطلاع فرمادی تھی کہ

"تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

اور بلاشبہ اس پیش خبری کے مطابق آپ کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اور تمام آنے والی نسلیں آپ کے لئے دعا گو رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

الغرض ہمارے پیارے امام کی رفیقہ حیات کی بالخصوص عارضی دار الہجرت میں رحلت یقیناً ایک بڑا جماعتی نقصان اور خلا ہے اور یہ دکھ دراصل جماعتی دکھ ہے جس میں سے عملاً ساری جماعت گذری ہے اور اب تک اس دکھ کو محسوس کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کے قلب حزین کو تسکین کا مرہم عطا فرمائے (آمین) آپ کی بچیوں اور دیگر اعزہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

اور حضرت بیگم صاحبہ کی روح پر بے شمار برکتیں نازل فرماوے۔ اللھم امین

اے خدا برتربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

❀ ❀ ❀

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ

ہمارے دل و جان سے پیارے اور قابل صد احترام آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ ۳ر اپریل بمطابق ۲۹ رمضان المبارک جمعہ کی رات تہجد کی گھڑیوں میں اپنے خالق حقیقی

سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ مرحومہ کی ناگہانی رحلت پر ہمارے دل سخت غم زدہ ہیں۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود کے پوتے اور پوتی حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور حضرت سیدہ امتہ السلام صاحبہ کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۹۵۷ء میں جب آپ حضور کے عقد میں آئیں تو آپ نے اپنے آپ کو حضور کے مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی اور پھر جب ۱۹۸۲ء میں حضور انور پر خلافت کی عظیم الشان ذمہ داریوں کا بار آن پڑا تو حضرت سیدہ ممدوحہ نے بھی ان نئی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے غیر معمولی طور پر اپنے آپ کو تیار کیا اور پھر بفضل خدا آخری دم تک بطریق احسن اس فرض کو ادا کرنے کی توفیق پاتی رہیں۔

ربوہ سے ہجرت جیسی نازک اور سخت گھڑیوں میں بھی آپ حضور کے شریک سفر رہیں۔ اپنی شدید علالت کے باوجود قادیان کے صد سالہ مقدس جلسہ میں بھی حضور کے ساتھ شامل ہوئیں اور ہر موقع پر صبرو ہمت، عزم و استقلال اور وفاداری کا عظیم نمونہ پیش فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع کے یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ براعظموں کے جملہ سفروں میں حضور کے کاموں میں ممد و معاون ثابت ہوئیں اور خصوصاً" مستورات کی تربیت اور راہنمائی کی خاطر اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔

حضرت سیدہ موصوفہ نے اپنی سادہ اور متین طبیعت کی بدولت اپنی بچیوں کی بھی نہایت اعلیٰ تربیت فرمائی جو آپ کا صدقہ جاریہ اور ایک نیک ورثہ ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کی وفات کے وقت عید کے موقع پر حضور انور کی جماعت کو عورتوں سے غیر معمولی حسن سلوک کی خاص نصیحت حضرت سیدہ مرحومہ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے اور ہم اپنے خدا سے امید رکھتے ہیں کہ اس نصیحت کے نیک اثرات صدقہ جاریہ کے طور پر ہمیشہ حضرت بیگم صاحبہ کی بلندی درجات کا موجب بنتے رہیں گے۔

ہم اراکین مجلس انصار اللہ ربوہ نہایت درجہ غم واندوہ کے ساتھ اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپ کی صاحبزادیوں اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ، حضرت سیدہ مرحومہ کی ہمشیرگان، برادران نیز حضور انور کے بھائیوں اور بہنوں اور دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب کریم مرحومہ سے خاص شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے اپنے قرب خاص سے نوازے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کو صبر و ہمت عطا فرمائے اپنی حفظ و امان میں رکھے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے نیز آپ کی صاحبزادیوں اور دیگر افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ **امین۔ اللھم امین۔**

اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے

"ذرا سوچو اور سمجھو۔ خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے، لیکن وہ جوہرِ قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اُس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اُگتی ہیں اور کہیں وہی قطرۂ بارش سمندر کی تہہ میں جاکر ایک گوہرِ شاہوار بنتا ہے بقول کسے ع

در باغ لالہ روید و در شورہ بُوم خس

اگر زمین قابل نہیں ہوتی، تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ اُلٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اِسی لئے آسمانی نور اُترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے قبول کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہرِ قابل نہیں رکھتی، وہ اُس کو ضائع کر دیتی ہے تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گِر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اُس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے، مگر تم اُن پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیۂ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی، تخم ریزی اُس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیۂ نفوس نہیں ہوتا۔ پاک عقل آسمان سے اُتر نہیں سکتی۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵)

ہنگامہ واقعی احیائے اسلام ہے یا کھوکھلا سیاسی نعرہ' اس پر تاریخ کا فتویٰ ابھی باقی ہے....... عمائدین قرآن اور شریعت کے حق میں بے تکلف گفتگو اور بیان بازی کرتے ہیں۔ اس صورت حال پر مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر ارکان کا روزمرہ' کسی پیمانے سے' اسلامی شعار میں ڈھلا نظر نہیں آتا۔ اس صدرخی تصویر قول و فعل کا عوامی پس منظر' صورتحال کو اور بھی الجھاتا ہے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۶ جون ۱۹۹۲ء ص ۴)

یہ صرف ایک یا دو کی بات نہیں بلکہ معاشرہ کی خرابی کا رونا ہر شخص رو رہا ہے اور اکثریت بے راہ روی کا شکار ہے۔ جناب مجتبیٰ جمال صاحب لکھتے ہیں :-

"آپ کی نظر میں اکثر ایسے مضامین گزرتے ہونگے جن کے عنوان "تمام مسائل کا حل" اور "اتحاد عالم اسلامی" کی قسم کے ہوتے ہیں۔ مضمون نگار نے کمال عرق ریزی سے اس قسم کے عنوان کے نیچے ملک کو درپیش مسائل کی ایک ہولناک تصویر کھینچی ہوگی۔ اگر صاحب موصوف بین الاقوامی حالات کا تجزیہ کر رہے ہیں تو اول تو تیسری دنیا کے ممالک کے تاریک مستقبل کی پیشگوئی کی جائے گی"۔

پھر مسائل اور ان کے حل کی بعض مثالیں دے کر لکھتے ہیں :-

"یہ ایک مختصر سا تجزیہ ہے جو آج کل کے رسائل و جرائد میں چھپنے والے مضامین سے اکثریت کی نمائندگی کرتا ہے۔ غور فرمایا آپ نے کہ اہل دانش قوم کی فکری راہنمائی کے لئے کتنی محنت و مشقت کرتے ہیں۔ تخلیق کی خاطر کیا کیا کچھ نہیں کرتے درحقیقت یہ تمام حضرات خالی لکیر پیٹتے جا رہے ہیں........... ایک ایسی بات کی بار بار دہرائی جس کی عملی تعبیر ممکن نہ ہو انسان کو اس سے بے پرواہ اور بیزار کر دیتی ہے۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے! آج کے اخبارات' رسائل اور کتب اعلیٰ نصائح سے لبریز ہیں مگر اثر ندارد!"

(روزنامہ جنگ لاہور ۶ جون ۱۹۹۲ء ص ۴ کالم ۶ تا ۹)

عالم تقصیرات سے پر ہے' مسائل بھی موجود ہیں۔ ان کے اصلاح احوال کے لئے ضمیر کی آواز موجود ہے لیکن اصلاح پذیری نہیں ہو رہی۔ کوششیں ہو رہی ہیں لیکن اثر ندارد! اور خالی لکیر پیٹنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قول و فعل میں تضاد ہے۔

ایمان کی اصل جڑ یہ ہے کہ قول و فعل میں مطابقت ہو۔ ظاہر و باطن ایک ہو۔ اور یہ خوبی صرف اس وجود کے ذریعہ معاشرہ میں سرائیت کر سکتی ہے۔ جسے خدا نے کھڑا کیا ہو۔ اور اسے خدائی تائید حاصل ہو۔ اس لئے ضمیر بار بار ایسے خدائی وجود کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے۔ جناب ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب علماء کی حالت زار بیان کرتے ہوئے کسی ناخدا کی تلاش میں ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"علماء حق جنس کمیاب بن چکے ہیں علماء کا بنیادی' روایتی اور شرعی فریضہ اور منصب یہ ہے کہ وہ تبلیغ کریں۔ تعلیم و تلقین سے نوازیں۔ محاسبہ کریں۔ جابر سلطان کے روبر اعلائے کلمتہ الحق کریں۔ مگران کی اکثریت دنیا کی متلاشی ہے۔ جب علماء ایوان حکومت کی زیب و زینت کو موجب فخرو مباہات تصور کریں اور حکمرانوں کی کاسہ لیسی کریں تو وہ علماء کی مسند سے گر جاتے ہیں.......... کوئی ناخدا نہیں۔ کوئی چارہ گری کی صورت نظر نہیں آتی۔ مسائل کو تو ہر حال میں حل کرنا ہے' ایک حشر برپا ہے۔ سلسلہ بے کراں ہے۔ بحر زخار ہے' غور و فکر کی ضرورت ہے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ر اپریل ۱۹۹۲ء ص ۴' بعنوان انداز گلستان)

جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب بار ایٹ لاء بیماری کا ذکر کر کے اس کے علاج کے ضمن میں مسیحا کے لئے دعا گو ہیں۔

"اس بحث میں جس چیز سے انکار ممکن نہیں وہ منافقت و بے عملی کا وہ کردار ہے۔ اس وبا نے ہر شعبہ زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کے نتیجے میں ہماری قومی اخلاقیات بری طرح سے متاثر ہوئی ہے.......... یہی وجہ ہے کہ ظالم و مظلوم جھوٹ و سچ' ایمان داری و بے ایمانی میں تفریق ملیا میٹ ہو کر رہ گئی ہے....... کرپشن و بے ایمانی سے حاصل کردہ اعزازات و مراعات کو خدا کی رحمت کہا جاتا ہے جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی کھلم کھلا بدعنوانی اور ایمان کے منافی رویئے کو رحمت خداوندی کہلانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تو مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ بحیثیت قوم ہم مجموعی طور پر اس بے حسی کے سمندر میں ڈوب چکے ہیں جس سے نکلنے کا امکان بہت کم ہے.......... راقم کی یہ دعا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی مسیحا قوم کے لئے بھیجے جو ایسے اقدام کے لئے تیار ہو جس کی اب ضرورت ہے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء ص ۴ کالم نمبر ۱ تا ۵)

پھر روزنامہ جنگ زیر عنوان "اندھی گلی سے نکلنے کے لئے وقت بہت کم ہے" لکھتا ہے۔

"پورے ملک کے عوام خاموش تماشائی بن کر تماشا دیکھ رہے ہیں اور کسی مسیحا کے منتظر ہیں جو انکے دکھوں کو ختم کر سکے"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۸ مئی ۱۹۹۲ء ص ۴ کالم ۶)

یہ مسیحا کا انتظار ایک صدی پر محیط ہے آج سے ایک صدی قبل بھی یہی انتظار تھا حضرت خواجہ حسن نظامی مشہور صوفی سجادہ نشین درگاہ نظام الدین اولیاء لکھتے ہیں :-

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا"۔ (اخبار اہلحدیث جنوری ۱۹۱۲ء)

آخر اس انتظار کا حل کیا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ اس انتظار کو انتظار ہی رہنے دے گا یا اس کا جواب بھی دے گا وہ خدا جو سمیع و بصیر ہے کیا اس کثرت ضلالت کو مشاہدہ نہیں فرما رہا اور کیا وہ اس کا علاج نازل نہیں کرے گا کیا نالے اور فریادیں بے سود ثابت ہوئیں۔ کیا ضمیر کی آواز اور دعائیں رائیگاں چلی گئیں!

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں کثرت ضلالت کے وقت میرا بطل جلیل مسیح و مہدی کے روپ میں ظاہر ہوگا۔ اس کو میرا سلام پہنچانا اس پیارے صادق القول کے ارشاد مبارک کے عین مطابق منتظر نگاہوں کے لئے خدا تعالیٰ نے تشفی کے سامان فرمائے۔ آخری زمانہ کے دکھوں کا علاج بنکر وہ وجود مبارک آیا۔ جس کے ذریعہ آخری زمانہ کی اصلاح مقدر تھی۔

خوش بخت اور سعید فطرت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس کو پہچانا اور اپنی اصلاح کی؛ آخری زمانہ کے بحر ضلالت میں غرق ہونے سے بچنے کے سامان کئے۔ اور اس مادیت اور حرص اور خود غرضی کے دور میں طمع کی آگ کو سرد کئے مالی و جانی قربانی کی توفیق پا رہے ہیں۔

کاش اہل بصیرت اپنی بصیرت کے گھوڑے دوڑانے کی بجائے خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ کی غلامی کو قبول کرلیں کہ اب اسی وجود کی غلامی ہی تمام فکروں اور مسائل سے آزادی کی ضامن ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"سو جب وقت خداوند حکیم وقدیر دیکھتا ہے کہ زمین پر خشکی غالب آگئی ہے اور اُس کے باغ کے پودے مرجھائے جاتے ہیں تب ضرور بارش کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ قدیم قانون قدرت ہے جس میں تم فرق نہیں پاؤ گے۔ اسی کے موافق ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ ان دنوں میں بھی اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماتا زمانہ کی حالت کو دیکھو اور آپ ہی ایماناً گواہی دو۔ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے؟"

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۵۰،۵۱)

امام الکلام

پہلے خود روشن ہو

یا ایھا الذین امنو علیکم انفسکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرو۔ جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں ہے وہ اگر زبان سے کام لے گا تو وہ مذہب کو بچوں کا کھیل بنا دے گا اور حقیقت میں ایسے ہی معلموں سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے مگر اندر خالی ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نہایت خیر خواہی سے کہہ رہا ہوں خواہ کوئی میری باتوں کو نیک ظنی سے سنے یا بدظنی سے۔ مگر میں کہوں گا کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے قدیم کے زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلوں اور بنوں میں جا کر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے وہ آج کل کے لیکچراروں کی طرح زبان نہ کھولتے تھے جب تک خود عمل نہ کر لیتے تھے۔ یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے جو شخص دل میں کچھ نہیں رکھتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کی طرح ہے جو جھگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بھر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے اس وقت میری نصیحت یاد رکھیں آج کے بعد آپ مجھے یہاں نہ دیکھیں گے اور میں نہیں جانتا کہ پھر موقع ہو یا نہ ہو لیکن ان تفرقوں کو مٹانے کی کوشش کرو۔ میری نسبت خواہ آپ کا کچھ بھی خیال ہو لیکن یہ سمجھ کر کہ ۔

مرد بائید کہ گیرد اندر گوش　　　　در نوشت است پند بر دیوار

میری نصیحت پر عمل کرو جو شخص خود زہر کھا چکا ہے وہ دوسروں کی زہر کا کیا علاج کرے گا۔ اگر علاج کرتا ہے تو خود بھی مرے گا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا کیونکہ زہر اس میں اثر کر چکا ہے اور اس کے حواس چونکہ قائم نہیں رہے اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔ غرض جس قدر تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبانوں کو تیز کرنا ہی سیکھا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود ص ۵۴)

کلام الامام

تو میرا ایک پیارا بندہ بن جائے گا

"ہم نے انسان کو مکمل طاقتیں دی ہیں اور جیسا کہ ہمیں دوسری جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو جو طاقتیں عطا ہوئی ہیں ان طاقتوں کا تعلق صرف انسانی جسم سے نہیں بلکہ اس کے ذہن سے بھی ہے۔ اس کے اخلاق سے بھی ہے۔ اس کی روحانیت سے بھی ہے دوسری مخلوق کو صرف جسمانی طاقت ملی ہے جبکہ انسان کو یہ چاروں قسم کی طاقتیں ملی ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف جسمانی طاقتیں دی ہیں بلکہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی طاقتوں سے بھی نوازا ہے اور اس طرح انسان کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں ایک ارفع مقام عطا کیا ہے اس لئے فرمایا کہ میں نے ان طاقتوں کے عطا کرنے کے بعد ان کی کامل نشوونما کے لئے صرف وہ سامان پیدا نہیں کئے جو غیر انسان کی طاقتوں کے لئے پیدا کئے گئے تھے بلکہ ایک نیا سامان بھی پیدا کیا ہے اور وہ نفخ روح ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ سب طاقتیں دینے کے بعد اس سے فرمایا کہ میں یہ طاقتیں تجھے دیتا ہوں اگر تو انکی صحیح نشوونما کرسکے اور اس نشوونما کو کمال تک پہنچا سکے تو آخری نتیجہ یہ نکلے گا کہ تو میرا ایک پیارا بندہ بن جائے گا۔ لیکن تو انہی قوتوں اور طاقتوں کی صحیح نشوونما نہیں کرسکتا جب تک تجھے میرے الہام اور وحی کی روشنی حاصل نہ ہو۔ اس لئے میں نے تیرے لئے یہ سامان بھی پیدا کردیا ہے تاکہ یہ نعمت میسر آجانے کے بعد تیرے لئے یہ ممکن ہو جائے کہ تو اپنی طاقتوں کو اس رنگ میں کمال تک پہنچائے کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہو جائے۔ یہ شرف انسان کو نفخ روح یعنی الٰہی کلام کے نازل ہونے کے نتیجہ میں عطا ہوتا ہے۔ ہر زمانے کے لحاظ سے انسان بحیثیت نوع جس قدر اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچا سکتا تھا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جس الہام کی ضرورت تھی جس ہدایت کی ضرورت تھی وہ اس کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ عطا کی جاتی رہی۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کے ذریعہ سے وہ کامل ہدایت اور اکمل شریعت اور اعلیٰ تعلیم نازل ہوئی کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو انسانیت کے کمال کو پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ بن سکتا ہے۔ یہ بلند مرتبہ پہلی امتوں کے لئے ممکن ہی نہیں تھا"۔

(اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ ص ۱۰۱، ۱۰۲)